حضور کے والدین کا ایمان

حدیث نمبر ۲۱۵۴ میں ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہیں دی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو مجھے اجازت دیدی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آپکی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی اس سے ثابت ہوا کہ آپکی والدہ ماجدہ مؤمن تھیں، کیونکہ کفار کی قبر پر کھڑے ہونے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرما دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ ۔ (التوبہ: ۸۴)۔

"آپ کفار میں سے کسی کی نماز جنازہ پڑھیں نہ ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہوں"۔ اگر آپ کی والدہ ماجدہ مؤمن نہ ہوتیں تو آپ کو ان کی قبر کی زیارت کی اجازت نہ دی جاتی کیونکہ کفار کی قبروں پر کھڑے ہونے سے آپ کو منع کر دیا گیا تھا۔

رہا یہ امر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو والدہ کے لیے استغفار کی اجازت کیوں نہیں دی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غیر معصوم کے حق میں استغفار کرنا اس کے گنہگار ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے یعنی اگر آپ اپنی والدہ کے لیے استغفار کرتے تو کسی شخص کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید آپ کی والدہ نے کوئی گناہ کیا ہوگا جس کے لیے آپ استغفار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے

آپ کو استغفار سے روک دیا تاکہ آپ کی والدہ کے متعلق کوئی شخص یہ وہم نہ کر سکے۔

یہ سوال نہ کیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی والدہ شرک پر فوت ہوئی ہوں اور آپ اس کے لیے استغفار کی اجازت چاہتے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی آپ کو مشرکین کے لیے استغفار سے منع کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ۔ (توبہ: ۱۱۳) "نبی اور مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں"۔ یہ آیت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھی اور والدہ کی زیارت آپ نے صلح حدیبیہ یا فتح مکہ کے بعد کی ہے۔

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں تمام آباء اور امہات مؤمن ہیں اور ان میں سے کسی کا خاتمہ کفر، شرک پر ہوا نہ ان میں سے کوئی کسی بدکاری میں ملوث رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہمیشہ اصلاب طاہرین سے ارحام طاہرات کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

علامہ سیوطی نے مسالک حنفاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں اہل اسلام کے تین نظریات پیش کیے ہیں ایک یہ کہ آپ کے والدین اہل فترت میں سے تھے۔ اور تمام اہل فترت نجات یافتہ ہیں اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ پہلے آپ کی والدہ مکلف نہ تھیں اور غیر مکلف کے لیے استغفار نہیں کیا جاتا۔ دوسرا یہ کہ آپ کے سلسلہ نسب کے تمام آباء اور امہات مؤمن ہیں۔ اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ یہ تھی تاکہ معصیت کا وہم پیدا نہ ہو۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا گیا اور وہ قبر میں آپ پر ایمان لاکر دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ واضح ہے۔ اہل اسلام کے تینوں نظریات کا خلاصہ ہم سطور ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

آپ کے والدین اہل فترت سے تھے

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا اس بناء پر اس نبی کی ذریت اور اس قوم کے سوا سب لوگ اہل فترت سے ہوں گے اور والدین کریمین عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے تھے نہ ان کی قوم سے اس لیے یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اہل فترت سے تھے اور اہل فترت کے نجات یافتہ ہونے پر درج ذیل آیات دلالت کرتی ہیں۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۔ (اسراء: ۱۵)

ہم اس وقت تک عذاب نہیں دینے والے جب تک کہ رسول کو نہ بھیج دیں۔

ولو انا اهلکناهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک من قبل ان نذل ونخزی۔ (طٰہٰ ۔ ۱۳۴)

اور اگر ہم ان کو اس سے پہلے عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیری آیات کی پیروی کر لیتے۔

وما اهلکنا من قریة الا لها منذرون ۝ ذکری وما کنا ظالمین ۝

ہم نے جس بستی کو بھی ہلاک کیا تو پہلے اس بستی میں اپنے عذاب سے ڈرانے والوں کو بھیجا اور ہم ظالم نہیں

حضور کے والدین کا ایمان

حدیث نمبر ۲۱۵۴ میں ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہیں دی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو مجھے اجازت دیدی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آپکی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی اس سے ثابت ہوا کہ آپکی والدہ ماجدہ مؤمن تھیں، کیونکہ کفار کی قبر پر کھڑے ہونے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرما دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره . (التوبہ: ۸۴)۔

"آپ کفار میں سے کسی کی نماز جنازہ پڑھیں نہ ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہوں" اگر آپ کی والدہ ماجدہ مؤمن نہ ہوتیں تو آپ کو ان کی قبر کی زیارت کی اجازت نہ دی جاتی کیونکہ کفار کی قبروں پر کھڑے ہونے سے آپ کو منع کر دیا گیا تھا۔

رہا یہ امر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو والدہ کے لیے استغفار کی اجازت کیوں نہیں دی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غیر معصوم کے حق میں استغفار کرنا اس کے گنہگار ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے یعنی اگر آپ اپنی والدہ کے لیے استغفار کرتے تو کسی شخص کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید آپ کی والدہ نے کوئی گناہ کیا ہوگا جس کے لیے آپ استغفار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے

آپ کو استغفار سے روک دیا تاکہ آپ کی والدہ کے متعلق کوئی شخص یہ وہم نہ کر سکے۔

یہ سوال نہ کیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی والدہ شرک پر فوت ہوئی ہوں اور آپ اس کے لیے استغفار کی اجازت چاہتے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی آپ کو مشرکین کے لیے استغفار سے منع کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ۔ (توبہ: ۱۱۳) "نبی اور مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں"۔ یہ آیت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھی اور والدہ کی زیارت آپ نے صلح حدیبیہ یا فتح مکہ کے بعد کی ہے۔

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں تمام آباء اور امہات مؤمن ہیں اور ان میں سے کسی کا خاتمہ کفر، شرک پر ہوا نہ ان میں سے کوئی کسی بدکاری میں ملوث رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہمیشہ اصلاب طاہرین سے ارحام طاہرات کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

علامہ سیوطی نے مسالک حنفاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں اہل اسلام کے تین نظریات پیش کیے ہیں ایک یہ کہ آپ کے والدین اہل فترت میں سے تھے۔ اور تمام اہل فترت نجات یافتہ ہیں اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ پہلے آپ کی والدہ مکلف نہ تھیں اور غیر مکلف کے لیے استغفار نہیں کیا جاتا۔ دوسرا یہ کہ آپ کے سلسلہ نسب کے تمام آباء اور امہات مؤمن ہیں۔ اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ یہ تھی تاکہ معصیت کا وہم پیدا نہ ہو۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا گیا اور وہ قبر میں آپ پر ایمان لاکر دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ واضح ہے۔ اہل اسلام کے تینوں نظریات کا خلاصہ ہم سطور ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

آپ کے والدین اہل فترت سے تھے

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ شیخ عز الدین بن عبد السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا اس بناء پر اس نبی کی ذریت اور اس قوم کے سوا سب لوگ اہل فترت سے ہوں گے اور والدین کریمین عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے تھے نہ ان کی قوم سے اس لیے یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اہل فترت سے تھے اور اہل فترت کے نجات یافتہ ہونے پر درج ذیل آیات دلالت کرتی ہیں۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔
(اسراء: ۱۵)

ہم اس وقت تک عذاب نہیں دینے والے جب تک کہ رسول کو نہ بھیج دیں۔

ولو انا اهلکناهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتك من قبل ان نذل ونخزی۔
(طٰہٰ ۔ ۱۳۴)

اور اگر ہم ان کو اس سے پہلے عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیری آیات کی پیروی کر لیتے۔

وما اهلکنا من قریة الا لها منذرون ۝ ذکریٰ وما کنا ظالمین ۝

ہم نے جس بستی کو بھی ہلاک کیا تو پہلے اس بستی میں اپنے عذاب سے ڈرانے والوں کو بھیجا اور ہم ظالم نہیں

(شعراء : ۲۰۸:۲۰۹) ہیں اگر بغیر تنبیہ کے عذاب نازل کر دیں)

قرآن مجید کی ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں نبی نہ بھیجے اس وقت تک ان کو مکلف قرار دیتا ہے نہ ان کو مستحق عذاب قرار دیتا ہے اور یہی لوگ اہل فترت ہیں اور از روئے قرآن نجات یافتہ ہیں اس اصول کے اعتبار سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین نجات یافتہ قرار پائے [۵]۔

آپ کے تمام آباء اور امہات اہل ایمان سے ہیں

دوسرا مسلک یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں تمام آباء اور امہات مومن تھے اس پر علامہ سیوطی نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین۔ (شعراء : ۲۱۹)

وہ جو تمہیں دیکھتا رہتا ہے خواہ تم قیام میں ہو خواہ ساجدین میں منقلب ہو رہے ہو۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں: امام رازی نے اپنی کتاب اسرار التنزیل میں یہ تقریر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ساجدین میں سے ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے یعنی آپ کے تمام آباء اور امہات اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنیوالے اور مومن تھے اور اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے: لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات۔ میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ آپ کے تمام آباء اور امہات سجدہ گزار، طیب و طاہر اور مومن تھے۔

اس نظریہ پر دوسری دلیل یہ ہے کہ روئے زمین کبھی اہل ایمان سے خالی نہیں رہا اور آپ کا نور ہر دور کے بہترین بنو آدم میں رہا از روئے قرآن اہل ایمان سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولعبد مومن خیر من مشرک۔ (بقرہ: ۲۲۱) "بندہ مومن مشرک سے بہتر ہے۔" اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا نور ہر دور کے مومنوں میں گردش کرتا رہا جس سے ثابت ہوا کہ ہر دور میں آپ کے والدین کریمین مومن تھے۔

زمین کبھی اہل ایمان سے خالی نہیں رہی اس پر دلیل یہ ہے کہ امام عبد الرزاق نے مصنف میں ابن مسیب سے روایت کیا کہ قال علی بن ابی طالب لم یزل علی وجہ الدھر فی الارض سبعۃ مسلمون فصاعدًا فلولا ذلک ھلکت الارض ومن علیھا۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا: "ہمیشہ روئے زمین پر کم از کم سات مسلمان رہے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور زمین والے سب ہلاک ہو جاتے۔" علامہ سیوطی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور یہ بات اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن چونکہ محض عقل سے یہ بات نہیں کہی جا سکتی اس لیے یہ حدیث حکم مرفوع میں ہے۔

رہا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بنو آدم کے بہترین افراد سے مبعوث ہوئے ہیں اس پر دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیہ۔ "میں ہر زمانہ میں بہترین لوگوں میں مبعوث ہوتا

---

[۵] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ۔ الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۱۰ تا ۲۰۲، ملخصاً، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

رہا حتیٰ کہ ان لوگوں میں مبعوث ہوا جن میں ہوں" اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:
ما افترق الناس فرقتین الا جعلنی اللہ فی خیرھما فاخرجت من بین ابوی فلم یصبنی شئ من عھد الجاھلیۃ وخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم حتی انتھیت الی ابی وامی فانا خیرکم نفسا وخیرکم ابا۔ "جب بھی لوگ دو گروہوں میں منقسم ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے (یا میرے نور کو) ان میں سے بہتر گروہ میں رکھا پھر میں اپنے ماں باپ سے ظاہر ہوا درآں حالیکہ کبھی بھی زمانہ جاہلیت کی چیزوں نے مجھے نہیں چھوا، اور آدم سے لے کر میرے باپ تک میں ہمیشہ نکاح سے پیدا ہوا اور کبھی بھی بدکاری سے پیدا نہیں ہوا، میں اپنی شخصیت اور نسب کے اعتبار سے تم سے افضل ہوں" اور امام ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاھرۃ مصفی مھذبا لا ینشعب شعبتان الا کنت فی خیرھما۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل کرتا رہا درآں حالیکہ میں طیب و طاہر تھا اور جب بھی دو شاخیں ملی ہوئی میں بہترین شاخوں میں تھا" اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں واثلہ بن اسقع سے روایت کیا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم اسمٰعیل واصطفی من ولد اسمٰعیل بنی کنانۃ واصطفی من بنی کنانۃ قریشا واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے حضرت اسماعیل کو پسند فرمایا اور اولاد اسماعیل سے بنوکنانہ کو پسند فرما لیا اور بنوکنانہ سے قریش کو پسند فرمایا اور قریش سے بنو ہاشم کو پسند فرما لیا اور بنو ہاشم سے مجھے پسند فرما لیا۔"

امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حین خلقنی جعلنی من خیر خلقہ ثم حین خلق القبائل جعلنی من خیرھم قبیلۃ وحین خلق الانفس جعلنی من خیر انفسھم ثم حین خلق البیوت جعلنی من خیر بیوتھم فانا خیرھم بیتا وخیرھم نفسا۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا تو بہترین مخلوق سے پیدا فرمایا پھر جب اللہ تعالیٰ نے قبیلوں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا، پھر جب لوگوں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین لوگوں میں رکھا اور جب گھروں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین گھر میں رکھا پس میں بحیثیت شخص کے بھی تم سب سے بہتر ہوں اور بحیثیت گھر کے بھی تم سب سے بہتر ہوں۔" [1]

ان تمام صحیح، مستند اور معتمد احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک خیر القرون میں رکھا ہے اور خیر بہرحال مومن ہے اس لیے آپ کے سلسلہ نسب کے تمام والدین مومن تھے۔

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۱۲ تا ۲۱۰ ملخصاً مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

آزر حضرت ابراہیم کے چچا تھے

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ آپ کے سلسلہ نسب کے تمام والدین مومن تھے تو حضرت ابراہیم جو آپ کے آبا رہے ہیں ان کے والد کو بھی مومن ہونا چاہیے حالانکہ حضرت ابراہیم کے والد آزر نص قرآن سے کافر ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ لغت عرب اور قرآن و حدیث میں "اب" کا اطلاق چچا پر ہوتا ہے اور اہل تاریخ کی تصریحات سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد تارخ تھے اور آزر آپ کے چچا تھے اس پر مزید دلیل یہ ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم اپنے چچا آزر کے لیے استغفار کرتے رہے لیکن جب وہ کفر پر فوت ہو گئے تو حضرت ابراہیم ان سے بیزار ہو گئے اور پھر ان کے لیے استغفار نہیں کیا قرآن مجید میں ہے:

وما كان استغفار ابراهيم لابيه الا عن موعدة وعدها اياه فلما تبين له انه عدو لله تبرأ منه۔ (توبة ۱۱۴)

ابراہیم کا اپنے چچا کے لیے استغفار کرنا صرف اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو چچا نے ان سے کیا تھا، جب انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کا چچا اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ محمد بن کعب، قتادہ، مجاہد اور حسن وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر کی حیات میں اس کے ایمان کی توقع رکھتے تھے اور جب وہ شرک پر فوت ہو گیا تو حضرت ابراہیم اس سے بیزار ہو گئے اس کے بعد نار نمرود کا واقعہ پیش آیا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی اور وہاں حضرت سارہ کی وجہ سے ظالم بادشاہ کا واقعہ پیش آیا جس کے نتیجہ میں حضرت ہاجرہ آپ کو بطور باندی ملیں پھر آپ شام کو لوٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور ان کے فرزند حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کی وادی غیر ذی ذرع میں ٹھہرایا جہاں حسب قرآن آپ نے یہ دعا کی: ربنا اني اسكنت من ذريتي بواد غير ذي زرع۔ "اے اللہ! میں نے اپنی اولاد کو ایک بنجر وادی میں ٹھہرا دیا ہے"۔ اور اس کے بعد یہ دعا مانگی:

ربنا اغفر لي ولوالدي وللمؤمنين يوم يقوم الحساب۔

اے ہمارے رب! میری مغفرت کر اور میرے والدین کی اور قیامت کے دن تمام مسلمانوں کی۔

اس طرح حضرت ابراہیم نے اپنے چچا کے ہلاک ہونے کے کافی عرصہ بعد اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کی جس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں جس کے کفر اور جس کے استغفار سے بیزاری کا ذکر کیا گیا ہے وہ حضرت ابراہیم کے چچا تھے والد نہ تھے کیونکہ اگر والد ہوتے تو بعد میں ان کے لیے استغفار نہ کرتے، اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں جس کا آزر کے نام اور "اب" کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے وہ آپ کے چچا ہیں[1]

ایک اشکال کا جواب

ایک اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ این ابی؟ "میرا باپ کہاں ہے؟" آپ نے فرمایا فی النار "جہنم میں" جب وہ چلا گیا تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ ان ابي واباك في النار۔ "تیرا باپ اور میرا باپ جہنم میں ہیں" اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی باپ سے مراد چچا ہے۔

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۱۵ - ۲۱۳ ملخصاً مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

علامہ سیوطی نے ایک جامع اور کلی جواب یہ دیا ہے کہ جو احادیث بظاہر والدین کریمین کے ایمان اور ان کی مغفرت کے خلاف ہیں ان سب کا حکم قرآن مجید کی اس آیت سے منسوخ ہے "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" (اسراء: ۱۵)

تیسرا مسلک

علماء اہلسنت میں سے ابن شاہین، حافظ ابو بکر خطیب بغدادی، سہیلی، قرطبی، محب طبری اور ناصر الدین ابن منیر وغیرہم کا نظریہ یہ ہے کہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا اور وہ آپ پر ایمان لائے، علامہ سہیلی نے الروض الانف میں سند ضعیف کے ساتھ یہ روایت ذکر کی ہے:

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سأل ربہ ان یحیی ابویہ فاحیاھما لہ فامنا بہ ثم اماتھما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو زندہ کر دے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا وہ آپ پر ایمان لائے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر پھر موت طاری کر دی۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ علامہ سہیلی نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے حضرت ابراہیم اور حضرت عزیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جن بے اندازہ اور کثیر خصوصیات کے ساتھ نوازا ہے ان کے پیش نظر کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دل جوئی کے لیے آپ کے ابوین کو زندہ کر کے شرف اسلام سے مشرف فرمایا ہو۔[۵]

علامہ سیوطی نے اس مضمون کی بہت سی احادیث پیش کی ہیں ہم نے اختصار کے پیش نظر ایک حدیث کو ذکر کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین شریفین کے ایمان کا مسئلہ ہر چند کہ اصولی اور اعتقادی نہیں ہے تاہم حسن عقیدت اور آپ سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے ایمان کا قول کیا جائے کیونکہ ہمارے آباء اور امہات مومن ہوں اور سرکار کے ابوین مومن نہ ہوں اور ہمیں اپنے اباء کے ایمان اور اسلام کا شرف حاصل ہو اور آپ کو یہ شرف حاصل نہ ہو اس بات کو ایک مومن کی محبت اور غیرت ایمان گوارہ نہیں کرتی۔ اس باب میں کم سے کم بات یہ ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور ابوین کریمین کے بارے میں کوئی ایسا کلمہ نہ کہا جائے جو ابوین کریمین کے استخفاف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کا موجب ہو اللہ تعالیٰ ملا علی قاری کی مغفرت فرمائے انھوں نے اس باب میں محبت اور ادب کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھا۔

عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا

حدیث نمبر ۲۱۵۶ میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو زیارت قبور سے منع کرتا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی ناسخ ہوتی ہے اور حدیث میں نسخ جاری تھا۔ اس حدیث میں زیارت قبور کے جواز کا ثبوت ہے۔ مردوں کے لیے زیارت بالاتفاق جائز ہے۔ عورتوں کے لیے زیارت قبور میں اختلاف ہے۔ علامہ شامی نے لکھا کہ بزرگان دین کی قبروں پر بوڑھی عورتیں ان اوقات میں جا سکتی ہیں جن اوقات میں انھیں نماز پڑھنے کیلئے

---

[۵] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ۔ الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۳۰، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر فیصل آباد

مسجد میں جانے کی اجازت ہے [1] فاضل بریلوی نے عورتوں کے جانے کو مطلقاً منع کیا ہے صرف سرکار کے روضہ مطہرہ کی اجازت دی ہے لکھتے ہیں:

علماء کو اختلاف ہوا کہ آیا اس اجازت بعد النہی میں عورات (عورتیں) بھی داخل ہوئیں یا نہیں، اصح یہ ہے کہ داخل ہیں کما فی البحر الرائق مگر جوانیں (جوان عورتیں) ممنوع ہیں جیسے مساجد سے اور اگر تجدید حزن مقصود ہو تو مطلقاً حرام اقول قبور اقرباء پر خصوصاً بحال قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نساء ہے اور مزارات اولیاء کرام پر حاضری میں احدی الشناعتین کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراط ناجائز تو سبیل اطلاق منع ہے لہٰذا غنیہ میں کراہت پر جزم فرمایا: البتہ حاضری وخاک بوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اعظم المندوبات بلکہ قریب واجبات ہے، اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے [2]۔

ایک اور فتویٰ کے جواب میں لکھتے ہیں:

اصح یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں [3]۔

خودکشی کرنیوالے اور شہید کی نماز جنازہ

حدیث نمبر ۲۱۵۸ میں ہے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا جنازہ لایا گیا جس نے اپنے آپ کو تیر سے ہلاک کر لیا تھا، آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

علامہ نووی لکھتے ہیں: عمر بن عبد العزیز اور امام اوزاعی کا نظریہ یہ ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور ان کی دلیل حدیث مذکور ہے اس کے برخلاف حسن، نخعی، قتادہ، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس حدیث کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر و توبیخ کے لیے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تاکہ لوگ خودکشی سے باز رہیں اور صحابہ کرام نے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی تھی اس کی مثال ایسے ہے کہ آپ نے ایک بار ایک مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور صحابہ کو اس کی نماز پڑھنے کا حکم دیا تاکہ لوگ قرض کی ادائیگی میں سستی سے باز رہیں،

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی خواہ اس پر حد جاری ہوئی، رجم کیا گیا ہو، خودکشی کرنے والا ہو یا ولد الزنا ہو، امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ فساق فجار اور جو حد یافتہ ہو ان پر امام نماز جنازہ نہ پڑھے تاکہ لوگ برے کاموں میں ہاتھ ڈالنے سے ڈریں اور عام لوگوں میں سے کوئی شخص ان پر نماز پڑھ لے، جو بچہ ناتمام پیدا ہوتا ہے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، پیدا ہونے کے بعد جس بچہ کی آواز سنی گئی اس کی نماز پڑھی جائے گی یا جس بچہ کی کسی اور طریقہ سے زندگی کا پتا چل گیا ہو۔ شہید یعنی جو شخص میدان جنگ میں کفار کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اس کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام مالک، شافعی اور جمہور کہتے ہیں کہ اس کو غسل دیا جائے گا نہ اس کی نماز پڑھی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں غسل نہیں دیا جائے گا لیکن نماز پڑھی جائے گی [4]۔

---

[1] علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۳ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

[2] اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۶۵ مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد ۱۳۹۴ھ۔

[3] " " "

[4] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔